ویلنٹائن ڈے کا تاریخی پس منظر!

مولانا محمد طفیل

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

’’لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِیْنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْہُمْ، قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلْیَہُوْدُ وَالنَّصَارٰی؟ قَالَ فَمَنْ؟‘‘۔ (صحیح البخاری، ج:۹، ص:۱۰۳، ط: طوق النجاۃ)

ترجمہ: ’’تم ضرور پہلے لوگوں کی روش اور طریقہ کی مکمل طور پر اتباع کرو گے، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی میں وہاں داخل ہوگے۔ (حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! (پہلے لوگوں سے مراد) یہود و نصاریٰ ہیں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور کون؟ (یعنی وہی مراد ہیں)‘‘۔

سوا چودہ سو سال پہلے کی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی آج حرف بہ حرف ہم پہ صادق آرہی ہے۔ یہود و نصاریٰ کی جملہ خرابیاں امت مسلمہ کے اندر سرایت کرچکی ہیں۔ شراب نوشی، جوا، فحاشی و عریانی، قتل و غارت گری، بددیانتی، رشوت خوری، نفسانی خواہشات کی پیروی اور انبیاء علیہم السلام کی سیرت کو پس پشت ڈالنا مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے کی روایت بن چکی ہے۔ اس سے بڑھ کر المیہ یہ ہے کہ نوجوان نسل یہود و نصاریٰ کی ان روایات کو رواج دینے میں اہل مغرب کے شانہ بشانہ چل رہی ہے، جو تاریخ کے کسی تاریک گوشے میں پڑے پڑے اپنا وجود کھو چکی تھیں۔ آج روشن خیالی کی بھنوار نے ان مردہ روایات اور تہواروں کو اتنا تر و تازہ کردیا ہے کہ ان کے سامنے مسلمانوں کی اپنی روایات مرجھائی ہوئی معلوم ہورہی ہیں۔

یہود و نصاریٰ اپنی نفسانی خواہشات کے بل بوتے پر ایسے لچر رسومات کو رواج دے رہے ہیں، جن کا نام و نشان تک ان کی بنیادی مذہبی کتابوں میں موجود نہیں اور ہماری نئی نسل بھی ان کی پیروی میں اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ مغرب کی طرف سے آنے والے ہر تہوار اور ہر رسم کو شرف

قبولیت بخش رہی ہے۔ یہ تہوار محض ایک یادگار ہی نہیں، فحاشی وعریانی پھیلانے کے وہ قوی ذریعے ہیں جن کی بدولت اہل مغرب ہماری مشرقی روایات کا گلا گھونٹ رہے ہیں، بلکہ ہم خود اپنے ہی گھر کو جلانے کے لیے اس لشکر کے ہراول دستے کا کردار بھی ادا کررہے ہیں۔

انہی بیہودہ رسومات میں سے ایک ویلنٹائن ڈے ہے۔ اہل مغرب کا بھیجا ہوا یہ تحفہ بڑی تیزی سے ہماری ثقافت کا حصہ بن رہا ہے، مغرب والے اُسے ایک مقدس تہوار کا درجہ دیتے ہیں، جبکہ اس کا ذکر ان کے شرائع میں کہیں بھی موجود نہیں۔ افسوس! کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اہل مغرب کی اندھی تقلید میں ویلنٹائن ڈے منانا باعث فخر سمجھتے ہیں اور اس فضول اور بے فائدہ رسم پر اپنی خطیر رقم پھونک ڈالتے ہیں، أعاذنا اللہ من ذلک۔

ویلنٹائن ڈے..........تعارف وتجزیہ

ویلنٹائن ڈے کیا ہے؟ اس کا آغاز کب ہوا؟ اور یہ زہر مسلمان معاشرے میں کب سے پھیلنا شروع ہوا؟ آیئے! ان سوالات کا جواب ڈھونڈنے کے لیے تاریخ کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ ''انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا'' میں لکھا ہے:

"Valentine, Special from of greeting card exchange in abservance of st. Valentine's Day (February 14th), a day set side as a lover's festival." (Britannica,12:242)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ: ''ویلنٹائن ڈے وہ مخصوص تہوار اور طریقہ ہے جس میں عشق و محبت کے رسیا لوگ ایک دوسرے کو ''گریٹنگ کارڈز'' بطور یادگار دیتے ہیں اور یہ تہوار ایک مشہور پادری سینٹ ویلنٹائن کی یوم وفات ''چودہ-۱۴-فروری'' کو اس کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ ۱۴ر فروری ایک ایسا دن ہے جسے عشق ومحبت کی آگ میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لیے بطور تہوار خاص کردیا گیا ہے۔''

اس عبارت سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں:

☆ ویلنٹائن ڈے مجازی عشق ومحبت کی بدبودار فضاؤں میں جینے والوں کا تہوار ہے۔

☆ اس کا آغاز ۱۴ر فروری کو ویلنٹائن نامی کسی پادری نے کیا تھا۔

☆ اس پادری نے ہی اُسے عشق معشوقوں میں ملوث جوڑوں کے لیے خاص کیا تھا اور وہ اسی کی یادگار میں محبت کی یادیں تازہ کرنے کے لیے یہ دن مناتے ہیں۔ ''انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا(Britannica,12:242)'' مزید لکھتا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ: ''سینٹ ویلنٹائن کے نام پر منایا جانے والا یوم محبت چودہ صدیاں پرانا تہوار ہے اور ہوسکتا ہے کہ آج کل تقسیم ہونے والے ''گریٹنگ کارڈز'' کو بھی اس ویلنٹائن ہی نے رواج دیا ہو''۔ اس عبارت سے دو باتوں کا علم ہوتا ہے:

☆ ویلنٹائن ڈے عیسائیوں کا قدیم ترین تہوار ہے جو پادری کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔

☆ غالباً سب سے پہلے محبت کے نام پر کارڈ اور پھول وغیرہ بھیجنے کی داغ بیل ویلنٹائن نے ڈالی ہے ۔ آئیے! اب ذرا تفصیل سے ویلنٹائن کا حال پڑھتے ہیں ۔

ویلنٹائن کون تھا؟

مؤرخین کا کہنا ہے کہ ویلنٹائن روم کے کیتھولک چرچ کا ایک عیار پادری تھا ۔ تیسری صدی عیسوی میں روم پر کلاڈیس دوم کا سکہ چلتا تھا، یہ بادشاہ جنگوں کا رسیا اور عیسائیت کا سخت دشمن تھا، اس نے عیسائیت کی تعلیم پر پابندی لگا دی تھی ۔ بادشاہ کا گمان تھا کہ جنگوں میں کنوارے نوجوان بڑے جوش وجذبے سے لڑتے ہیں، لہٰذا فوج میں انہی کو رکھنا چاہیے، جبکہ دوسری طرف عوام بادشاہ کی سخت گیری اور جنگی مہم جوئی کی سخت مخالف تھی، لہٰذا انہوں نے کم عمری میں شادیاں شروع کر دیں ۔ بادشاہ نے یہ صورتحال دیکھی تو شادی پر بھی پابندی لگا دی اور یہ شرط عائد کر دی کہ شادی صرف وہ شخص کرسکتا ہے جو کسی جنگ میں شرکت کرے ۔ بادشاہ کے اس ظالمانہ اقدام کے خلاف کسی کو سرِعام آواز اٹھانے کی جرأت نہ تھی ۔ اب یہاں سے مؤرخین کی روایتیں مختلف ہیں:

۱:......بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ویلنٹائن چونکہ عیسائیت کا علمبردار اور کیتھولک چرچ کا پادری تھا، اس لیے اُس نے عیسائیت پر پابندی کے خلاف آواز اٹھائی اور روم کے بادشاہ کلاڈیس دوم کے خلاف تحریک شروع کر دی ۔ کلاڈیس دوم نے ان کی قوت کو کچلنے کے لیے عیسائیت کو بری طرح کاٹا اور ویلنٹائن کو جیل میں ڈال دیا ۔ ویلنٹائن نے جیل میں بھی عیسائیت کی تبلیغ جاری رکھی ۔ کلاڈیس دوم کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے فوجیوں کو حکم دیا کہ اُسے ڈنڈے مار مار کر اُدھ موا کر دو، لہٰذا ویلنٹائن پر خوب تشدد کیا گیا، بالآخر اعلانیہ اقرارِ جرم کی وجہ سے وہ پھانسی کے پھندے پر لٹک گیا ۔ اس کی تحریک سے وابستہ افراد نے ویلنٹائن کی موت پر اس کے مشن کو زندہ رکھنے کا عزم کیا اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا عہد و پیمان کرتے ہوئے ایک دوسرے کو سرخ گلاب بھیجے، یہ ۱۴؍فروری کا دن تھا ۔ یہیں سے دنیائے عیسائیت میں ویلنٹائن ڈے کی داغ بیل پڑی ۔

۲:...... دوسرا قول یہ ہے کہ دورانِ قید ویلنٹائن جیلر کی بیٹی پر عاشق ہو گیا تھا، جو نابینا تھی اور بغرض علاج اس کے پاس بھیجی جاتی تھی، ویلنٹائن اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر گھنٹوں اُسے عیسائیت کی تعلیم دیتا ۔ ویلنٹائن نے بڑی کوشش کی، لیکن اس کا علاج محبوبہ کی بینائی نہ لوٹا سکا ۔ جب ویلنٹائن کی پھانسی کا وقت آیا تو اس نے اپنی محبوبہ کے نام ایک محبت نامہ پھول سمیت ارسال کیا، جب اُسے یہ تحفہ ملا تو ویلنٹائن اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا ۔ تحفے اور موت کی ساتھ ساتھ خبروں نے جیلر کی بیٹی پر عجیب اثر کیا اور اس کی بینائی لوٹ آئی ۔ (جریدہ عالم، ص:۱۲۹)

ویلنٹائن کے حامی نوجوانوں نے اپنے پیشوا کی یاد میں چودہ -۱۴- فروری کو اپنی گرل فرینڈز کے پاس پھول اور کارڈز بھیجنا شروع کر دیئے اور یہیں سے ویلنٹائن ڈے کا آغاز ہوا ۔

''انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا(BRITANNICA,12:242)'' میں کلاڈیس دوم کے رویے اور ویلنٹائن تحریک کے بارے میں جو لکھا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ:

''ویلنٹائن تیسری صدی عیسوی میں عیش وعشرت کا ایک تہوار تھا، ویلنٹائن دو مقدس مقتولوں کا نام ہے جو دونوں تاریخی حیثیت کے حامل ہیں، ان میں سے ایک ویلنٹائن روم کا پادری اور طبیب تھا، یہ کلاڈیس دوم کے دورِ حکومت میں اس وقت قتل ہوا جب کلاڈیس کے ہاتھوں عیسائیت کا قتل عام ہو رہا تھا۔ ویلنٹائن ''وایا فلیمینا'' علاقے میں دفن ہے اور پوپ سینٹ جولیس نے اس کی قبر پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کیا ہے''۔ ''انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا'' کی یہ عبارت اس بات کی خبر دیتی ہے کہ:

☆ ویلنٹائن کلاڈیس دوم کے خلاف کام کرتے ہوئے مارا گیا۔

☆ یہ پادری اور طبیب بھی تھا، اس کا طبیب ہونا عام مؤرخین کے اس بیان کردہ واقعہ کو تقویت دیتا ہے جو جیلر کی نابینا بیٹی اور ویلنٹائن کی طرف منسوب ہے۔

۳:...... مؤرخین ویلنٹائن کے تعارف میں ایک تیسرا قول بھی پیش کرتے ہیں کہ ویلنٹائن نے کلاڈیس دوم کی شادی پر ظالمانہ پابندی کے خلاف ایک خفیہ تحریک شروع کی، وہ نوجوان جوڑوں کو اکٹھا کرتا اور راتوں رات ان کی شادیاں کروا کر رخصت کر دیتا، جب اس کی تحریک نے زور پکڑا تو کلاڈیس کے ستائے ہوئے عیسائی اُسے اپنا سہارا سمجھنے لگے اور اس کی مقبولیت میں خوب اضافہ ہوا۔ لیکن اس کی تحریک زیادہ دیر نہ چل سکی اور کلاڈیس دوم کے خفیہ ذرائع نے اس کی سرگرمیوں کا پتہ چلا لیا، انہوں نے ویلنٹائن اور اس کے حامیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ ویلنٹائن جیل کی ہوا کھانے کے بعد مزید جری ہو گیا اور جیل کے اندر برملا بادشاہ کی مخالفت، عیسائیت کی تعلیم اور اپنے نظریے کی ترویج شروع کر دی۔ ویلنٹائن ہر اتوار کو قیدی جمع کرتا اور ان کو عیسائیت کی تعلیم دیتا، ساتھ ہی اپنی مخصوص عبادت بھی کرواتا۔ مؤرخین یہاں پہنچ کر پہلی روایت میں مذکور جیلر کی بیٹی کا قصہ یہاں بھی ذکر کرتے ہیں۔ بالآخر اعتراف جرم اور بغاوت کی سزا نے ویلنٹائن کو پھانسی کا گھاٹ دکھا دیا۔ ویلنٹائن نے پھانسی سے قبل اپنی محبوبہ (جیلر کی نابینا بیٹی) کے نام ایک کارڈ پر خط لکھ کر روانہ کیا اور پھانسی کے پھندے پر لٹک گیا، کہا جاتا ہے یہ اٹلی (روم) کے شہر ٹرنی کا باشندہ تھا۔ ویلنٹائن کے گرویدہ نوجوانوں نے اس دن پہلا ویلنٹائن ڈے منایا۔ یہ ۱۵ فروری ۲۰۷ء یا ۲۷۰ء کا دن تھا۔ (جریدہ عالم، ص:۱۲۹)

ویلنٹائن کو جس گیٹ پر پھانسی دی گئی اُسے ویلنٹائن گیٹ کہا جاتا ہے، آج بھی بہت سے جوڑے وہاں جمع ہو کر پندرہ فروری کو ویلنٹائن کی یاد میں اظہارِ محبت کرتے ہیں اور باہم بغل گیر ہوتے ہیں، کیونکہ ویلنٹائن نے بھی نوجوانوں کو ملانے کا یونہی بندوبست کر رکھا تھا۔

ویلنٹائن کے بارے میں دوسرا پس منظر

''انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا(BRITANNICA,12:242)'' نے ایک اور ویلنٹائن کا ذکر کیا

ہے جو روم کے کسی شہر میں پھانسی چڑھا، پھر اس کی باقیات کو محفوظ کرکے اس کی یادگار میں تہوار منایا جانے لگا۔''انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا'' کی عبارت کے مطابق: ''دوسرا سینٹ ویلنٹائن اٹلی کے شہر ''ٹرنی'' کا بشپ تھا، یہ روم میں قتل کیا گیا، بعد میں اس کی نشانیوں کو ''ٹرنی'' لے جایا گیا، یہ بھی ممکن ہے کہ ماقبل والی روایت اور یہ ایک ہی شخص کے بارے میں ہوں، اور دونوں ویلنٹائن سے ایک ہی شخص مراد ہو''۔اس عبارت سے واضح ہوا:

☆ کہ ٹرنی کا باشندہ ویلنٹائن شاید وہی تھا، جو تیسری صدی عیسوی میں کلاڈیس کا مقابلہ کرتے ہوئے پھانسی کے پھندے پر چڑھا۔

☆ اختلافِ روایات پر''انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا'' کی عبارت بھی دلالت کررہی ہے۔

ویلنٹائن کو پھانسی دیے جانے کے بعد اس کی تحریک اس انداز میں نہ چل سکی، جس طرح اس نے شروع کی تھی، رفتہ رفتہ یہ رسم قصبوں اور دیہاتوں تک محدود ہوگئی اور بالآخر اُسے صرف ویلنٹائن کی شخصیت سے متاثر حلقے ہی منانے لگے۔ ایک دور ایسا بھی آیا کہ گزرتے زمانے کے پڑنے والے گرد و غبار نے اُسے بالکل دُھندلا کر ڈالا اور دھیرے دھیرے یہ رسم عالمی نقشے پر قصۂ پارینہ بن گئی۔

بہرحال دونوں روایتوں کا حاصل یہی ہے کہ ویلنٹائن ڈے ایک عیسائی پادری کی یادگار ہے، جو خود بھی پاکیزگی سے خالی تھا اور عورتوں کی محبت وعشق میں تڑپتا رہتا تھا۔ ایسے شخص کی یادگار میں مسلمانوں کا دیوانہ وار جت جانا انتہائی باعث حیرت وشرم ہے۔ مسلمان قوم اپنا تشخص اس حد تک ختم کرچکی ہے کہ اب عیسائی پادریوں کے ایام پر بھی تھرک رہی ہے۔ افسوس صد افسوس! کہ ہم خود اسلامی تہذیب کو ذلت وتاریکی کی کھائیوں میں دھکیل رہے ہیں۔

ویلنٹائن تحریک اور ماہ فروری

مؤرخین کا کہنا ہے کہ ویلنٹائن کی خفیہ تحریک کا آغاز ماہ فروری میں ہوا، یہ تحریک فروری ہی میں بام عروج پر پہنچی اور پھر فروری ہی میں ویلنٹائن کی پھانسی پر زوال کی گہرائیوں میں جا گری۔

مؤرخین ویلنٹائن ڈے اور فروری کی باہم مناسبت کے بارے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ رومی ''فونس'' (FAUNUS) نامی دیوتا (جو''ستورن'' کا پوتا تصور کیا جاتا تھا) کی پوجا کرتے تھے، رومیوں کے ہاں یہ ان کا زراعت کا دیوتا تھا، رومی اچھی زراعت کی پیداوار کے لیے اس کی عبادت میں منہمک ہو جاتے اور اسے خوش کرنے کے لیے کتے اور بکری کی قربانی دیا کرتے تھے۔ قربانی مکمل کرنے کے بعد رومی عورتیں بکری اور کتے کے خون کو رسیوں پر مل کر گھروں اور کھیتوں میں گھسیٹتی تھیں، ان کا اعتقاد تھا کہ اس طرح کرنے سے فصل میں اضافہ ہوتا ہے، رومیوں کا یہ تہوار فروری کے مہینے میں منایا جاتا تھا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہی تہوار بعد میں ویلنٹائن ڈے میں ضم ہوگیا،

اس لیے کہ ویلنٹائن کا واقعہ بھی ماہ فروری میں پیش آیا تھا۔(BRITANNICA,4:701,702)

ان دونوں اقوال کے پیش نظر ویلنٹائن ڈے کو ماہ فروری میں منانا محض تو ہم پرستی یا بت پرستی کی اتباع ہے، لہٰذا ایسی قبیح رسم کافروں کے لیے تو مناسب ہے، لیکن مسلمان کہلانے والوں کے ہاں اس کا رواج باعث حیرت وتعجب ہے۔

ویلنٹائن کارڈ

بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ ویلنٹائن کارڈ کا آغاز ویلنٹائن کے بعد ہی ہوگیا تھا اور اس کی وجہ آغاز یہ بتاتے ہیں کہ ویلنٹائن نے پھانسی والے دن اپنی محبوبہ کے نام جو پیغام بھیجا تھا، وہ ایک کارڈ پر مرقوم تھا، لہٰذا اُس کے پیروکاروں نے ویلنٹائن ڈے پر اپنے محبوبوں کو گلاب کا پھول دینے کے ساتھ ساتھ ویلنٹائن کارڈ بھی دینا شروع کردیا، یوں یہ ویلنٹائن ڈے کی ایک ضروری اور لازمی رسم بن گئی۔

بارہ صدیوں بعد ۱۴۱۴ء میں ''اینگ کوٹ'' کے مقام پر ایک جنگ ہوئی، اس جنگ میں ڈیوک آف آرنیز کی بیوی گرفتار ہوگئی۔ ملکہ کو ''ٹاور آف لندن'' میں بند کردیا گیا تھا، ڈیوک نے اپنی گرفتار بیوی کے نام چودہ فروری کو ویلنٹائن کارڈ بھیجا، اس کارڈ پر ایک نظم بھی لکھ کر بھیجی جسے بڑی شہرت ملی، بعد میں ایڈورڈ ہفتم نے اس کو ویلنٹائن ڈے کے گیت کا درجہ دیا اور مشہور موسیقاروں سے اس کی موسیقی تیار کرا کے اُسے رواج دے دیا۔ ڈیوک کے طرز عمل سے ویلنٹائن کارڈ کی مردہ رسم میں نئے سرے سے جان پڑگئی اور لوگ اپنے عزیز قیدیوں، دور دراز رہنے والے محبوبوں اور اعزہ واقارب کے نام محبت کے کارڈ ارسال کرنے لگے۔ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہیں سے ویلنٹائن کارڈ نے رواج پکڑا۔

ملکہ وکٹوریہ ہر سال فروری کے دوسرے ہفتے میں کارڈ اور پھول منگوا کر اعزہ واقارب اور دوستوں کے ہاں بھیجتی، رعایا نے ملکہ کی اقتدا کی اور یوں یہ رسم برطانیہ کے گلی کوچوں میں عام ہوگئی۔

''ویلنٹائن ڈے'' کی پاکستان آمد

ویلنٹائن ڈے کا واضح ذکر ہمارے ہاں ۱۹۹۰ء کے بعد ہی ملتا ہے، اُسے ہمارے پاکیزہ معاشرے پر مسلط کرنے والے کون سے عناصر ہیں؟ اس کا جواب بظاہر بہت واضح ہے، ویلنٹائن ڈے کو اس پاک سرزمین پر رواج دینے والی وہ مادر پدر آزاد مخلوق ہے جس کی ذہنی آبیاری میں مغربی فلسفۂ فکر کا دخل ہے، جن کی پرورش اور تعلیم وتربیت اس ماحول اور ان اداروں میں ہوئی جہاں بدن پر پورا لباس پہننا معاشرتی عیب تصور کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے جب وطن عزیز میں ویلنٹائن ڈے جیسی رسموں کو عام کرنے کا ٹھیکہ لیا تو اس وقت ان کا دائرہ کار انتہائی محدود تھا، یہ لوگ کراچی اور لاہور کے چند بڑے ہوٹلوں میں اکٹھے ہوجاتے، رقص وموسیقی اور شراب وشباب کی مجلسیں گرماتے۔ ان لوگوں نے اپنے کاروباری حلقوں سے وابستہ افراد کو ان مجلسوں میں دعوتیں دینا شروع کیں، وہ متاثر ہوئے تو انہوں نے اس قبیح رسم کو

اپنے حلقۂ احباب میں متعارف کروادیا، یوں یہ طوفانی ریلا چلتا رہا اور آج ویلنٹائن ڈے کے طوفانی ریلے ہماری روایات، ہماری ثقافت اور ہماری تہذیب کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جارہے ہیں۔

پاکستان میں ویلنٹائن ڈے منانے والے طبقات

کراچی اور لاہور سمیت ملک کے تمام بڑے شہروں میں ویلنٹائن ڈے منانے والے عموماً تین طبقوں میں تقسیم ہوتے ہیں:

پہلا طبقہ

سیکولر ذہنیت رکھنے والے اونچے درجے کے عیاش لوگوں کا ہے، جن کے لیے ایسے امور کی ترویج اور سرپرستی کے سبب مال و زر کی ترسیل کا مغرب سے باقاعدہ انتظام ہے اور یہی لوگ ہمارے معاشرے میں مغربی رسوم کو رواج دینے کے اصل ٹھیکیدار ہیں۔ ان کے ہاں ویلنٹائن ڈے کا اہتمام اعلیٰ ترین ہوٹلوں میں کیا جاتا ہے، فروری کی آمد پر بڑے ہوٹلوں کے ہال بک ہونا شروع ہوجاتے ہیں، ۱۴ر فروری کو ان ہوٹلوں میں رقص و سرود اور شراب و کباب کی محفلیں گرمائی جاتی ہیں اور یوں یہ طبقہ وطن عزیز کے سینے میں زہریلا ثقافتی خنجر گھونپ کر چھٹ جاتا ہے۔

دوسرا طبقہ

ویلنٹائن ڈے منانے والا دوسرا طبقہ امیر اور متوسط درجے کے افراد پر مشتمل ہے، اس طبقے میں عموماً نوجوان اور نوخیز نسل داخل ہے جنہیں مذہبی تعلیمات کی کوئی خاص شدبد نہیں ہوتی، مغربی طبقوں کی تقلید کے شوق، معاشرے پر چھائے ہوئے مغرب کے اثرات اور غلامانہ روش نے اس قسم کے لوگ بھی خاصی تعداد میں پیدا کردیئے ہیں، بلکہ درحقیقت اکثریت اسی طبقے کی ہے۔ یہ آوارہ گرد قسم کے لوگ ویلنٹائن ڈے جیسے دنوں کا انتظار کرتے ہیں، یوں ان موقعوں پر وہ تفریح کے عنوان سے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ ہر بڑے شہر میں ان لوگوں کی مختلف تفریح گاہیں ہوتی ہیں۔ یہاں مخلوط سیر و تفریح، رقص و موسیقی، کارڈوں اور پھولوں کے تبادلے اور مشرقی روایات کی پامالی کے مناظر سرِ عام دکھائی دیتے ہیں۔

تیسرا طبقہ

ویلنٹائن ڈے کا دلدادہ تیسرا طبقہ ان عام پاکستانیوں کا ہے جو گھروں میں بیٹھ کر پھول، کارڈز، فون کالز، اور میسج (S.M.S) وغیرہ کے ذریعے اپنے دوستوں، عزیزوں اور محبوبوں کو محبت و عشق کے پیغامات پہنچاتے ہیں۔ آج کل بعض فون کمپنیوں کی طرف سے ویلنٹائن ڈے پر ''مخصوص میسج'' کسٹمرز کو بھیجے جاتے ہیں، پھر وہ اُسے آگے ارسال کرتے ہیں، یہ طبقہ ویلنٹائن ڈے

پر پھیلی ہوئی فحاشی اور بے حیائی میں تو شریک نہیں ہوتا، لیکن اپنی کم عقلی اور تقلید مغرب کے شوق میں عام معاشرتی ماحول سے متاثر ہو کر اُسے منا تا ضرور ہے۔ یہ بھی انتہائی بڑا المیہ ہے، جس کا سدِ باب ضروری اور لازمی ہے۔ درحقیقت یہ لوگ ویلنٹائن ڈے کی حقیقت اور اس کے وسیع تر مضر اثرات سے پوری طرح واقف ہی نہیں اور نہ ہی اُنہیں اس بات کا پوری طرح احساس ہے کہ یہ مغرب کی طرف سے کیا جانے والا وہ خطرناک ثقافتی وار ہے جس کی زد میں آنے کے بعد جان وایمان دونوں خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔ اگر اس طبقے میں ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے اصل حقائق اور اس کے منفی ومضر اثرات کی اشاعت کی جائے تو شاید کارگر ثابت ہوں۔

ویلنٹائن ڈے سے مغرب کیا کچھ حاصل کر رہا ہے؟

ویلنٹائن ڈے اہل مغرب کے ہاں صرف تہوار ہی نہیں، بلکہ فحاشی وعریانی پھیلانے کا ایک زبردست ذریعہ بھی ہے۔ اس کے ذریعے یورپی ممالک ہمارے معاشرے میں شراب، جوا، نشہ اور جنسی عشق ومحبت کی غلاظت پھیلا کر اپنے مقاصد حاصل کرتے ہیں۔

بعض یورپی تجارتی کمپنیاں عالمی سطح پر گلابوں کا کاروبار کرتی ہیں اور اس دن لاکھوں ڈالر بٹورتی ہیں۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں بھی اس دن گلابوں کا کاروبار عروج پر ہوتا ہے۔ الغرض ویلنٹائن ڈے پر استعمال ہونے والی شراب، ہوٹلوں کی بکنگ اور کارڈوں اور پھولوں کا استعمال مغربی معیشت کی کمر مضبوط کرنے کا ایک ٹھوس ذریعہ ہے۔ یوں یورپ ہمیں جرعۂ زہر پلانے کے ساتھ ساتھ ہم سے ایک خطیر رقم بھی لوٹ لیتا ہے۔ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر کچھ اخبارات اور ٹی وی چینلز نیم برہنہ ترغیبی اشتہارات بھی شائع کرتے ہیں، یہ غلیظ اشتہارات نوجوان نسل کو مزید اُبھارتے ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر ویلنٹائن ڈے کی اس ترغیبی مہم کا حال مجھے ایک ثقہ راوی سے ملا ہے جو ماشاء اللہ! اب تقویٰ وصلاح کی زندگی بسر کر رہا ہے اور ان خطرناک ایمان کش وادیوں سے ہو کر گزر چکا ہے۔

دردِ دل

ویلنٹائن ڈے جیسی بے ہودہ رسمیں وہ کڑکتی بجلیاں ہیں جو ہماری متاعِ ایمان کو جلا کر راکھ کر رہی ہیں، ہمارے ملک کا ایک بڑا طبقہ اس غلیظ رسم کی زد میں ہے۔ اس وقت ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ اپنی دعوت میں اس کی تردید بھی شامل کر دیں اور اپنا دردِ دل ان سادہ لوح مسلمانوں تک پہنچا دیں جو مغربی رسوم کے ناپاک اثرات سے اپنا وجود آلودہ کر رہے ہیں اور ان کے گھٹاٹوپ اندھیروں نے انہیں بالکل شب گوں بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (آمین ثم آمین)